(1)

Semester IInd
MIL Urdu

علی سردار جعفری کی نظم "نوالہ"
ایک مختصر جائزہ / خلاصہ / تنقیدی نوٹ

علی سردار جعفری ترقی پسند تحریک سے وابستہ شاعر تھے ان کی تمام شاعری میں اُس دکھی پریشان غریب مفلس اور لاچار ہندوستانی کی روداد لکھی گئی ہے جس کا کوئی سہارا نہیں جو تمام دنیا میں اکیلا ہے۔ جسے پیسے دولت اور طاقت والے جاگیردار اور امیر شخص نے اپنا غلام اور نوکر بنا کر رکھا ہوا ہے۔ علی سردار جعفری کی تمام شاعری انہی مظلوم اور بے کس عوام کے بارے میں بات کرتی ہے۔ علی سردار جعفری نے زیادہ تر نظمیں لکھی ہیں لیکن اُن کی غزلوں کی شاعری میں بھی اس دکھی اور مفلس دبے کچلے مزدور اور غریب عوام کا درد بیان کیا ہوا ملے گا۔

یہ نظم نوالہ بھی علی سردار جعفری کے انہی شاہکار ادب کا حصہ ہے جس میں انہوں نے مزدور اور غریب طبقے کی طرف سے آواز اٹھائی ہے۔ اس نظم میں علی سردار جعفری نے ایک ایسے بچے کی تمام زندگی کا نقشہ کھینچا ہے۔ جو ایک مزدور ماں اور باپ کا بیٹا ہے۔ جس کے نصیب میں آگے چل کر بھی اندھیرا ہی ہے۔ جس کا اس دنیا میں کوئی والی وارث نہیں ہے جو جاگیردار شخص کے آگے اُتنا ہی بے بس ہے

Scanned with CamScanner

جتنے اُس کے ماں باپ دادا اور پہلے کے بزرگ تھے۔

نظم نوالہ میں ایک کہانی بنتے ہوئے علی سردار جعفری ایک مل میں کام کر رہے مزدور ماں باپ کے بچے کی زندگی کی کہانی بیان کرتے ہیں۔ علی سردار جعفری لکھتے ہیں یہ ایک ایسا بچہ ہے جس کی ماں شہر کے ریشم خانے میں کام کرتی جس کا باپ بھی ایک مزدور ہے اور شہر کی کسی دوسری مل یا فیکٹری میں اپنے دو وقت کی روٹی کی خاطر محنت اور مزدوری کر رہا ہے۔ بچے کی بدقسمتی کا ذکر کرتے ہوئے علی سردار جعفری فرماتے ہیں۔ یہ بچہ جب سے اس دنیا میں آیا ہے۔ جب سے اُس نے اس ظالم دنیا میں آنکھ کھولی ہے وہ اس دھوئیں گردشی اور غبار میں لپٹی ہوئی فیکٹری اور مل میں ہی زندگی گزار رہا ہے۔ شاعر کہتا ہے کہ مزدوروں کا یہ بدنصیب بچہ جو اس وقت اس دھوئیں اور گندگی بھری زندگی میں اپنے مزدور ماں باپ کے ساتھ زندگی گزار رہا ہے۔ اگر یہاں سے نکل بھی گیا اور اُسے اس ظلم کی قید سے آزادی مل بھی گئی تو آگے چل کر کوئی بڑا کارخانہ یا کوئی دوسری فیکٹری اُس کو کھانے کے لئے تیار بیٹھی ہے۔ آخر یہ بھی اپنے ماں باپ کی طرح کسی امیر جاگیردار اور کاروباری شخص کی بھوک کا نوالہ بن جائے گا۔ اور تمام عمر کے لئے وہی کام کرنے لگ جائے گا جو ابھی تک اُس کے ماں اور باپ کرتے آئے ہیں۔ یعنی یہ بچہ آخر ایک مزدور کی ہی موت مرے گا۔ اور ایسے بھی اسکی محنت کا پھل نہیں ملے گا۔

بجا فرماتے ہیں کہ یہ مزدور بچہ بھی اپنے ماں باپ کی ہی طرح اپنے مجبور پیٹ کی خاطر ہر وقت کی روٹی کے ٹکڑے اور نوالے کی خاطر ان امیروں اور سرمایہ دار لوگوں کی بھوک مٹانے کے ہی کام آئے گا۔ انہی کی نوکری اور مزدوری کرتے مر جائے گا۔

یہ مجبور اور لاچار مزدور بچہ بھی اپنے ماں باپ کی طرح ایک امیر تجارت کرنے والے ٹھیکیدار، کارخانے کے مالک کا سامان بناتے بناتے آخر ایک دن غریب ہی مر جائے گا اسکے ہاتھوں سے سرمایہ دار شخص کے لئے خوب بزنس اور پیسہ جمع ہوگا۔ یہ مظلوم مزدور اپنی تمام طاقت محنت اور ہنر کی دولت اس امیر کو اور امیر بنانے میں خرچ کر دے گا ایک مزدور کی محنت کے بدلے اس کے مالک کا بینک اکاؤنٹ بڑھے گا اسکے پیسوں میں اضافہ ہوگا اسکی دولت بڑھے گی۔ اسکے بنگلے کی تجوریاں اور کھڑکیاں روشن ہوں گی لیکن بنک کو روشن کرنے والے ان چراغوں اور دیوں میں مزدور کے خون کا تیل جلے گا۔

آخر میں افسوس کرتے ہوئے علی سردار جعفری کہتے ہیں۔ یہ بچہ جو کہ ابھی ننھا منا معصوم اور فرشتہ ہے۔ لیکن بڑا ہو کے اپنے ماں باپ کی ہی طرح ایک امیر اور کاروبار کے شکم کی بھوک کا "نوالہ" بن جائے گا۔ آخر میں شاعر افسوس کرتے ہوئے کہتا ہے۔ ایک بچے کی کاوش بے بسی لاچاری اور بے کسی ہم سے سوال کرتی ہے۔ آپ میں سے کوئی بھی ایسا ہے؟ جو میری مدد کرے اور مجھے ایک جاگیردار کا نوالہ بننے سے بچالے

Scanned with CamScanner